بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

﴿فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ﴾

جوش ملیح آبادی (ت: ۱۹۸۲ء)
انتخاب: ابو محمد

اے فنا انجام انسان کب تجھے ہوش آئے گا
تیرگی میں ٹھوکریں آخر کہاں تک کھائے گا؟

اس تمرد کی روش سے بھی کبھی شرمائے گا
کیا کرے گا سامنے سے جب حجاب اٹھ جائے گا؟

سبز گہرے رنگ کی بیلیں چڑھی ہیں جا بجا
نرم شاخیں جھومتی ہیں، رقص کرتی ہے صبا

پھل وہ شاخوں پر لگے ہیں دلفریب وخوشنما
جن کا ہر ریشہ ہے قند و شہد میں ڈوبا ہوا

یہ سحر کا حسن ، یہ سیارگاں اور یہ فضا
یہ معطر باغ، یہ سبزہ، یہ کلیاں دل ربا

یہ بیاباں، یہ کھلے میدان، یہ ٹھنڈی ہوا
سوچ تو کیا کیا' کیا ہے تجھ کو قدرت نے عطا

پھول میں خوشبو بھری، جنگل کی بوٹی میں دوا
بحر سے موتی نکالے صاف، روشن ، خوش نما

آگ سے شعلہ نکالا، ابر سے آبِ صفا
کس سے ہوسکتا ہے اس کی بخششوں کا حق ادا

خلد میں حوریں تری مشتاق ہیں، آنکھیں اٹھا
نیچی نظریں جن کا زیور، جن کی آرائش حیا

جن وانساں میں کسی نے بھی نہیں جن کو چھوا
جن کی باتیں عطر میں ڈوبی ہوئی، جیسے صبا

ہر نفس طوفان ہے، ہر سانس ہے اک زلزلہ
موت کی جانب رواں ہے زندگی کا قافلہ

مضطرب ہر چیز ہے، جنبش میں ہیں ارض وسما
ان میں قائم ہے تو تیرے رب کے چہرے کی ضیا

اپنے مرکز سے نہ چل منہ پھیر کر بہر خدا
بھولتا ہے کوئی اپنی انتہا اور ابتدا؟

یاد ہے وہ دور بھی تجھ کو کہ جب تو خاک تھا
کس نے اپنی سانس سے تجھ کو منور کر دیا

صبح کے شفاف تاروں سے برستی ہے ضیا
شام کو رنگِ شفق کرتا ہے اک محشر بپا

چودھویں کے چاند سے بہتا ہے دریا نور کا
جھوم کر برسات میں اٹھتی ہے متوالی گھٹا

کب تک آخر اپنے رب کی نعمتیں جھٹلائے گا
کب تک آخر اپنے رب کی نعمتیں جھٹلائے گا